الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة

حج
محبت کا سفر

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال صاحب مدظلہم

ھدایہ پبلشرز

HIDAYAH PUBLISHERS

حُقُوقُ الطَّبعِ محفُوظَۃ

نام کتاب	:	حج محبت کا سفر
تالیف	:	حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم
صفحات	:	32
اشاعت	:	اول
سن اشاعت	:	جولائی 2018
ناشر	:	ھدایہ پبلشرز
فون نمبر	:	0322-2181020
ویب سائٹ	:	www.islamicessentials.org
ای میل	:	info@islamicessentials.org

ملنے کا پتہ	:	ھدایہ پبلشرز
	:	C-20، خالد کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، ڈیفنس کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	**حج گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ**	5
2	**حج کا سفر اللہ کا قرب پانے کا سفر ہے**	6
3	**بیت اللہ کی زیارت کا شوق**	6
4	محبوب کی نشانی سے بھی محبت	7
5	تیل کی پروڈکشن سے پہلے کا سعودیہ	8
6	پاکستان میں کعبہ ہے؟ بچہ کا معصومانہ سوال	9
7	**حج کا شوق**	10
8	حج کا تعلق مال سے نہیں	11
9	عشاق کیا کر رہے ہونگے؟	12
10	کچے راستے اور پکے حاجی	12
11	حاجی کی دعا کی تاثیر	13
12	**حج تین صفات کے ساتھ**	15
13	**1. محبت کے ساتھ**	15
14	اکابرین کا محبت بھرا سفر حج	17

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
15	بار بار حج کرنے کا وظیفہ	17
16	**2. عاجزی کے ساتھ**	18
17	حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عاجزی سے بھرپور اشعار	19
18	غصہ تکبر کی نشانی ہے	19
19	خادم بن کر جائیں	20
20	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا عاجزی والا سفر حج	21
21	اے ابراہیم! میں جھکا ہوا دل لائی ہوں	23
22	**3. توکل کے ساتھ**	23
23	حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا توکل کے ساتھ سفر حج	24
24	آج کل کا آسان سفر حج	25
25	رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا توکل	26
26	حج کے شوق نے کام آسان کر دیا	27

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : أَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ، وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ [1]

ترجمۃ : اور حج اور عمرہ کرو صرف اللہ کے لئے۔

حج گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ

حج کا سفر بہت زیادہ برکتوں والا اور فضیلت والا سفر ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

جس نے حج کیا جس میں کوئی بے ہودہ اور نافرمانی کا کام نہ کیا ہو تو وہ حج کرنے کے بعد گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا اس دن

[1] سورۃ البقرۃ : 196

پاک تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ ❶

حج کا سفر اللہ کا قرب پانے کا سفر ہے

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

پے در پے حج وعمرے کیا کرو، کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں سے اس طرح صاف کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے، اور حجِ مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔ ❷

بیت اللہ کی زیارت کا شوق

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو ایمان والوں کے دلوں کے لئے مقناطیس بنا دیا ہے۔ ہر مومن کے دل کی خواہش ہے کہ میں اس گھر کی زیارت کروں۔ آپ کسی ایمان والے سے پوچھ لیں کہ آپ حج پر جانا چاہتے ہیں؟ وہ یہی کہے گا کہ ہاں مجھے حج پر جانے کا شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دلوں میں حج اور اس گھر کی زیارت کا شوق رکھ دیا ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا ہو، مرد ہو یا عورت ہر ایک کے دل میں اس گھر کی محبت رکھ دی ہے۔ ۔ مومن کا دل وہاں Attract ہوتا ہے۔ اس سے مومن کا دل بھرتا ہی نہیں۔ علماء نے فرمایا کہ مومن کا دل بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے بھرتا نہیں ہے۔ لوگ اس گھر کی

---

❶ من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته أمه. [صحيح البخاري (2/ 645)]

❷ تابعوا بين الحج والعمرة فإنهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد والذهب والفضة وليس للحجة المبرورة ثواب إلا الجنة. [سنن الترمذي (2/ 153)]

زیارت کے لئے جاتے ہیں، گھنٹوں بیٹھ کر دیکھ رہے ہوتے ہیں مگر پھر بھی دل نہیں بھرتا۔ پھر باہر نکلتے ہیں پھر ہوٹل جا کر بھی اس گھر کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، حالانکہ ایسے ہوٹل میں کمرہ مہنگا ہوتا ہے جہاں سے بیت اللہ نظر آئے۔ اللہ نے اس گھر میں ایک کشش ایک دی ہے۔

محبوب کی نشانی سے بھی محبت

یہ محبت اصلا اس گھر سے نہیں ہے اس Square box کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ اس گھر کے مالک کے ساتھ ہے۔ اس گھر کو اللہ نے اپنی نشانی بنا دیا ہے۔ اللہ کی تجلیات اس گھر پر پڑتی ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، اسی لئے مومن کا دل اس گھر کی طرف کھنچتا ہے۔ محبت کا اصول بھی یہی ہے کہ اگر محبوب سے نہ ملا جا سکے تو محبوب کی نشانی کو دیکھ کر دل کو تسکین ملتی ہے۔ اسی طرح نشانی کو دیکھ کر محبت جوش مارتی ہے، جیسے بیٹا ملک سے باہر پڑھنے یا کاروبار کے لئے گیا ہو، ماں اس کے لئے اداس ہوتی ہے۔ اس کے کپڑوں کو دیکھ کر اس کو یاد کرتی ہے کہ یہ میرے بیٹے کے کپڑے ہیں۔ اس کے کمرے میں جا کر روتی ہے کہ یہ میرے بیٹے کا کمرہ ہے۔ کیا اس کو بیٹے کے کمرے سے محبت ہے؟ اس کے کپڑوں سے محبت ہے؟ نہیں، بلکہ اس بیٹے کی محبت کی وجہ سے اس کپڑے کو بھی چوم رہی ہوتی ہے، اس کمرے کو بھی چوم رہی ہوتی ہے، تو مومن کو بھی جو محبت بیت اللہ سے ہے وہ اس گھر کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت کی تجلی کی وجہ سے ہے۔ اس گھر کے مالک کی وجہ سے ہے۔ مجنوں کو لیلیٰ سے محبت تھی تو لوگوں نے دیکھا کہ مجنوں کتے کے پیروں کو چوم رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ تیرا دماغ خراب ہے تو کتے کے پیروں کو چوم رہا ہے۔ مجنوں نے کہا کہ

کیوں نہ اس کتے کے پیروں کو چوموں کہ یہ لیلیٰ کی گلی سے ہو کر آیا ہے۔ اس کو کتے سے محبت نہیں تھی اس کے پیروں سے بھی محبت نہیں تھی یہ محبت جو تھی۔ یہ لیلیٰ کی محبت کا اظہار تھا۔ مومن صبح شام بیت اللہ کے غلاف کو چوم رہا ہوتا ہے، صبح شام اپنی پیشانی جھکا رہا ہوتا ہے یہ سب بیت اللہ کے ساتھ محبت کا اظہار ہے۔

تیل کی پروڈکشن سے پہلے کا سعودیہ

پہلے زمانے میں حج اور عمرہ کا سفر مشکل ہوتا تھا، لوگ پیدل حج کیا کرتے تھے، اونٹوں پر کرتے تھے، تیل نکلنے سے پہلے سعودیہ بہت غریب ملک تھا اور تیل کی پروڈکشن تقریباً 1950 کے قریب شروع ہوئی، اس سے پہلے غربت کا ماحول تھا۔ تیل کی پروڈکشن شروع ہونے کے بعد بھی ان کو ترقی کرنے میں دس بیس سال لگے، ستر کی دھائی میں کچھ نہ کچھ امیری کی طرف گیا ورنہ اس سے پہلے دیگر اسلامی ممالک سے بھی زیادہ غربت تھی۔ اتنی غربت ہوتی تھی کہ وہاں کے عام شہری (Local Citizan) حج کا انتظار اس نیت سے کرتے تھے کہ حاجی آئیں گے تو ہم یہاں رہنے والوں کو وہ کچھ صدقہ کریں گے تو کھانے پینے کو مل جائے گا۔ اتنی غربت تھی کہ بیت اللہ شریف کا غلاف وہاں کی حکومت اپنے خرچے سے بنوا نہیں سکتی تھی، ہر سال بیت اللہ شریف کا غلاف مختلف اسلامی ممالک کے ذمے لگتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کا غلاف یہاں پاکستان سے بن کر گیا اسکو تیار کر کے یہاں کراچی لایا گیا اور یہاں سے سعودیہ پہنچایا گیا، کراچی تک ٹرین میں لایا گیا اور لوگوں کا اس غلاف سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جس اسٹیشن پر ٹرین رکتی وہاں ہزاروں لوگ صرف اس غلاف کی زیارت کے لئے جمع ہو جاتے۔

پاکستان میں کعبہ ہے؟ بچہ کا معصومانہ سوال

چنانچہ حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے لئے ہم منیٰ میں تھے۔ ایک بدو (سعودی دیہاتی) آیا اور اس نے اشارے سے کہا کہ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اس کے لئے روٹی بنادو۔ اہلیہ نے آٹا نکالا، پانی نکالا کہ روٹی پکا کر دی جائے۔ اس بدو نے جیسے ہی آٹے کو دیکھا تو آٹے کو پیالے میں ڈالا، پانی ملایا اور اسی طرح کچا آٹا پانی میں ملا کر پی گیا۔ پھر کہا کہ بھوک کا یہ عالم ہے کہ میں انتظار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اب یہ آٹا کھانے کے بعد ایک روٹی بنا کر دینا چاہتے ہو تو دیدو، اتنی بھوک، اتنی مفلسی تھی۔ حج کا سفر آج کی طرح کا سہولت والا سفر نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں کہ کئی مرتبہ بچے آتے، حاجی جو کھا رہے ہوتے وہ وہاں کے بچوں کو کچھ کھانے کے لئے دیدیتے۔

فرماتے ہیں کہ ایک بچہ ہمارے پاس ہر روز آتا، چھوٹا بچہ تھا، میری اہلیہ بھی اس کو کھانے کے لئے دیتی، مجھے بھی اس سے مناسبت ہوگئی۔ کئی دن گزر گئے، پہلے سفر بھی بہت لمبا ہوتا تھا، آج کی طرح پچیس دن کا پیکج(Package)، چالیس دن کا پیکج (Package) نہیں ہوتا تھا، اب تو پندرہ دن اور گیارہ دن کے بھی پیکجز (Packages) ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا تھا بلکہ حاجی سمندری سفر کرتا تھا۔ اس کا یہ سفر کم از کم چار پانچ مہینے کا ہوتا تھا۔ تو فرمانے لگے کہ یہ بچہ آتا جاتا رہتا، ایک دو مہینہ گزر گئے، اتنی مناسبت اور محبت ہوگئی کہ جب جانے کا وقت آیا تو ہم نے اس بچے سے کہا کہ دیکھو یہاں غربت ہے، اگر تم ہمارے ساتھ پاکستان چلوگے تو ہم تمہیں اپنا بیٹا بنائیں گے، وہاں پڑھنے کے لئے اسکول

بھی ہوتے ہیں۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ میں پڑھائی کروں گا؟ ہم نے کہا ہاں! ہم نے کہا ہم تجھے کپڑے بھی دیں گے۔ وہ یہ سن کر بڑا خوش ہوا، ہم نے کہا وہاں کھانے پینے کی بھی بہت آسانی ہو گی۔ وہ بچہ سوچنے لگا اور آخر میں اس معصوم بچے نے بیت اللہ شریف کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کیا یہ بھی وہاں ہو گا؟ حضرت نے فرمایا کہ نہیں یہ وہاں نہیں ہو گا۔ تو اس بچے نے کہا کہ پھر مجھے آپ کے پاکستان نہیں جانا۔

حج کا شوق

اس امت کے بزرگوں نے حج اور عمرے کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ہر سال حج فرمایا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج فرمائے۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچپن (55) حج فرمائے اور عطاء بن ابی رواح رحمۃ اللہ علیہ نے ستر (70) سے زیادہ حج فرمائے۔

آج سے چند سال پہلے مکہ مکرمہ کے اخباروں میں ایک حاجی کا انٹرویو آیا، وہ حاجی یمن کا تھا، بوڑھا آدمی تھا۔ اس کی عمر 120 سال کے قریب تھی، انٹرویو لینے والے نے پوچھا کہ آپ نے کتنے حج کئے؟ اس نے کہا: یہ میرا سوواں (100) حج ہے اور پھر عجیب بات اس نے کہی کہ 100 میں سے 80 حج میں نے یمن سے پیدل کئے ہیں۔

لوگوں نے اللہ سے محبت کا اظہار کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا. یہ حج اور عمرہ اللہ کے لئے ہے، یہ اللہ کی محبت کا اظہار ہے، اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔

حج کا تعلق مال سے نہیں

ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ حج کے سفر کا تعلق مال کے ساتھ نہیں، اعمال کے ساتھ ہے۔ جتنی طلب ہوتی ہے، جتنا دیوانہ پن ہوتا ہے اتنا اللہ تعالیٰ اس کے راستے کو ہموار کر دیتے ہیں۔ خواجہ عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اللہ والے بزرگ گزرے ہیں۔ اپنے وقت کے بڑے بزرگ گزرے ہیں مگر غربت تھی۔ حج پر جانے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری کا بہت شوق رکھتے تھے۔ کئی سال گزر گئے مگر موقع نہیں ملا۔ ہر سال جب حج کے دن آتے تو دیوانہ وار دعائیں مانگ رہے ہوتے، سال کے باقی ایام میں بھی دعائیں مانگ رہے ہوتے کہ یا اللہ کوئی راستہ پیدا فرمادے کہ یہ مبارک سفر نصیب ہو جائے۔ ایک مرتبہ بہت غم کے ساتھ یہ دعا مانگی۔ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد المالک! تم ہمارے پاس آتے نہیں، خواب میں ہی حضرت نے جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں آنا تو چاہتا ہوں مگر اسباب نہیں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا ہم کہہ دیں گے اور بس یہ بات کہی اور خواب مکمل ہو گیا۔

آپ جب بیدار ہوئے تو ایک دو دن ہی گزرے تھے کہ آپ ہی کے تعلق والے ایک صاحب آئے اور بہت عاجزی کے ساتھ یہ درخواست کی کہ حضرت! میری طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمائیں اور آپ حج پر تشریف لے جائیں۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد حضرت 27 سال زندہ رہے اور 27 سال میں 26 حج کئے۔ ایک سال حج کی کوئی ترتیب نہیں بن رہی تھی تو وہاں کے معلم نے اپنی طرف سے پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے مہمان بنیں، تو حضرت ان کے مہمان بن کر تشریف لے گئے۔

حج کے سفر کا تعلق مال کے ساتھ نہیں ہے۔ اس سفر کا تعلق طلب کے ساتھ ہے جتنی انسان کے اندر طلب ہوتی ہے، جتنی دیوانگی ہوتی ہے، جتنا وہ اللہ سے مانگتا ہے اس حساب سے اللہ تعالیٰ اس گھر کے راستے کو ہموار کر دیتے ہیں۔

عشاق کیا کر رہے ہونگے؟

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب بھی حج کے ایام شروع ہوتے تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی، گھر والے اور ملنے والے بتاتے ہیں کہ ہر تھوڑی دیر بعد حضرت فرماتے: پتہ نہیں! عشاق کیا کر رہے ہوں گے؟ پتہ نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے؟ حضرت حاجیوں کو عشاق کہتے تھے۔ ایک مرتبہ حج کے ایام شروع ہوئے اور حضرت پر دیوانگی کی کیفیت طاری تھی۔ جانے کی ترتیب اور وسائل نہیں تھے۔ دل میں ایک غم رہتا تھا۔ بہت ہی غم اور دیوانگی کی حالت میں کہتے کہ پتہ نہیں عشاق کیا کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس تڑپ کو قبول کیا اس کے بعد انھوں نے کئی سال متواتر حج کیا اور صرف یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حج کی توفیق دی، بلکہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ کر کئی سال درس حدیث کی بھی توفیق نصیب ہوئی۔

کچے راستے اور پکے راہی

پہلے زمانے میں سفر اتنا مشکل ہوتا تھا کہ کئی مرتبہ چھ چھ مہینے پہلے ہی لوگ اپنے گھروں سے نکلتے، سمندری جہاز کا سفر ہندوستان، پاکستان سے چھ مہینے پہلے، آٹھ مہینے پہلے شروع ہوتا اور حاجی سفر کرتے کرتے چھ آٹھ مہینے بعد جدہ پہنچتے اور جدہ سے مکہ جو آج

تقریبا50منٹ کا راستہ ہے وہ بھی جدہ سے اونٹوں اور گدھوں کے ذریعہ بیس دن کا سفر ہوتا تھا اور جدہ اور مکہ کے درمیان بڑے بڑے پہاڑ ہیں تو پہاڑوں پر چڑھنے اترنے سے سفر بہت مشکل ہوتا تھا۔ حاجی مشقت بھرا سفر کرکے مکہ مکرمہ پہنچتا تھا اور آج کا تو یہ عالم ہے کہ حاجی اپنی گاڑی میں گھر سے کراچی ایئرپورٹ پہنچتا ہے، ایئرپورٹ بھی ایئرکنڈیشن ہوتا ہے، اس کے بعد ایئرکنڈیشن ہوائی جہاز میں بیٹھتا ہے، چار گھنٹے میں کراچی سے جدہ پہنچتا ہے۔ کچھ وقت امیگریشن میں لگتا ہے اور حاجی ایئرکنڈیشن بسوں میں سفر کرکے مکہ پہنچنے کے بعد ایئرکنڈیشن ہوٹل میں ٹھہرتا ہے اور اللہ کی شان حرم بھی اللہ تعالیٰ نے ایئرکنڈیشن کردیا۔ مگر عجیب بات ہے کہ آج کا حاجی اتنی آسائش کے باوجود بھی پہلے کے حجاج کرام سے کم عبادت کرتا ہے۔ اس لئے بزرگوں نے فرمایا کہ پہلے راستے کچے تھے مگر حاجی بڑے پکے تھے، اب راستے پکے ہوگئے ہیں مگر حاجی کچے ہوگئے۔

حاجی کی دعا کی تاثیر

حضرت حافظ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سمندری جہاز میں تھے کہ راستے میں طغیانی آگئی۔ جہاز کے کیپٹن نے جہاز کو لنگر انداز کردیا کہ جہاز کو آگے نہیں چلایا جاسکتا، ورنہ ڈوبنے کا خطرہ ہے۔ کئی دن تک جہاز لنگر انداز رہا۔ حاجیوں کو ڈر تھا کہ حج کی تاریخیں قریب نہ آجائیں، حج فوت نہ ہوجائے۔ کئی دنوں بعد طغیانی ختم ہوئی تو جہاز کے لنگر اٹھادیئے گئے اور جہاز چل پڑا۔ جب جہاز جدہ کی بندرگاہ پر پہنچا تو 7 ذی الحجہ ہوچکی تھی، 8 ذی الحجہ کو حج کے ایام شروع ہوجاتے ہیں، 9 ذی الحجہ عرفات کا دن ہوتا ہے۔ جب

7ذی الحجہ کو پہنچے تو سب کو خوشی ہوئی، سب نے کہا کہ بس ہمیں فوراً یہاں سے نکالا جائے اور ہم مکہ پہنچیں تا کہ حج کا یہ فریضہ ادا ہو جائے۔ مگر وہاں کی حکومت نے کہا کہ ہمارا اصول ہے کہ حاجی بندر گاہ پر تین دن ٹھہرتے ہیں تا کہ چیک کر لیا جائے کہ ان کے اندر کوئی ایسی بیماری تو نہیں ہے جو یہاں کے لوگوں کو لگ جائے۔ اب یہ سات تاریخ کو ہی وہاں پہنچے تھے، تین دن رکنے کا مطلب تو اپنے حج کو فوت کرنا تھا۔ اب شور مچ گیا، اتنے مشکل سفر کے بعد بھی حج نکل جائے ایسا نہیں ہو سکتا، سب لوگ غصے میں آ گئے۔ سب نے کہا کہ ہم بغاوت کریں گے اور ہم ان سے لڑیں گے۔ ہمیں اگر اپنا خون بھی بہانا پڑا تو بہائیں گے مگر ہم نے 9 تاریخ کو عرفات میں پہنچنا ہے، لڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔

حضرت حافظ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آپ نے قرآنِ پاک کی آیت تلاوت کی :

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ❶

ترجمۃ: حج کے دوران نہ وہ کوئی فحش بات کرے نہ کوئی گناہ نہ کوئی جھگڑا

یعنی حج کے سفر میں نہ کوئی فحش بات کی اجازت ہے، نہ گناہ کی اجازت ہے اور نہ ہی لڑنے کی اجازت ہے، تم سب حالتِ احرام میں ہو، اپنے مقام کو سمجھو، حاجی کی دعاؤں کو اللہ رد نہیں کرتا، دعا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں پہنچا دیں۔ ان کو یہ بات سمجھ میں آ گئی، سب نے دعائیں مانگنی شروع کیں۔ اللہ کی شان تھوڑی دیر میں حکم آیا کہ حاجی کو جانے کی اجازت ہے، اور حاجی فوراً عرفات میں پہنچیں۔

---

❶ سورۃ البقرۃ : 197

حج تین صفات کے ساتھ

جو حاجی یہ چاہتا ہے کہ حج کے بعد میرا اللہ سے ایک گہرا تعلق ہو، گناہوں سے پاک بھی ہو، اللہ سے محبت کرنے والا بھی بن جاؤں، میرے اعمال سنور جائیں، تو وہ حج کا سفر تین صفات کے ساتھ کرے۔ حاجی اگر اپنے حج کو قبول کروانا چاہتا ہے تو تین صفات اپنے اندر پیدا کرنی ہونگی، اگر یہ صفات اپنے اندر پیدا نہ کیں تو جس طرح حج سے پہلے اللہ رب العزت سے کمزور تعلق تھا تو حج کے بعد بھی وہی کمزور سا تعلق ہو گا۔ وہی غفلت والی زندگی ہو گی۔ حج کے بعد اللہ سے قرب میں مزید اضافہ ہونا چاہیئے۔

1. محبت کے ساتھ

پہلی صفت یہ ہے کہ حج کا سفر محبت کے جذبے کے ساتھ کرے۔ یہ صرف ایک فرض ادا کرنا نہیں ہے یہ تو عشق و محبت کا سفر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے اور اللہ کی محبت میں ڈوب کر کرنا ہے۔ حج کے سفر کو علماء نے عشق و مستی کا سفر کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس حج کے سفر میں حاجی اپنی محبت کا اظہار کرے، جو شخص ہم سے محبت کرتا ہے یا جس کا ہم سے محبت کا تعلق ہوتا ہے وہ ہم سے محبت کا اظہار چاہتا ہے۔ بیوی بھی کہتی ہے کہ محبت کرتے ہو تو ثابت کر کے دکھاؤ، اس کا اظہار کرو، ماں بھی کہتی ہے صرف الفاظ سے نہیں، محبت کر کے دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح چاہتے ہیں کہ میرے بندے! محبت کر کے دکھاؤ، محبت کا اظہار کر کے دکھاؤ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ❶

ترجمۃ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا پورا ادا کرو۔

یعنی حج اور عمرہ جو تم نے کرنا ہے یہ خالصتاً اللہ کے لئے کرنا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ زیب وزینت بھی چھوڑدو، اپنا گھر چھوڑدو، لوگوں کو چھوڑدو، رشتہ داروں کو چھوڑدو، کام کاروبار چھوڑدو، ہر چیز کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو جاؤ حتی کہ کپڑے جو پہنے ہیں وہ بھی اتار دو، صرف دو چادر لپیٹ کر آؤ، نہانے دھونے کی بھی فکر نہ کرو، میل کچیل کی بھی فکر نہ کرو اور میری محبت میں جیسے عاشق ترانے پڑھتا ہے ایسے پڑھو:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ.

ٹھنڈی ٹھنڈی محبت اور صرف زبانی محبت نہیں بلکہ دل کی محبت کا اظہار کرو اور ہر چیز سے ہٹ کٹ کے دیوانگی دیکھاؤ، پہلے کے حاجی دیوانے ہوتے تھے۔ کبھی کبھی اس طرح کے بھی عاشق ہوتے ہیں کہ وہ اپنے محبوب کے نعرے لگا رہے ہوتے ہیں، لوگ روک رہے ہوتے ہیں کہ تیرا دماغ صحیح ہے مگر دیوانہ وار عاشق اسی طرح ہوتے ہیں۔ کسی اور طرف توجہ ہی نہ ہو، صرف اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہو، اکابرین دیوانہ وار سفر کرتے تھے۔

ع اجازت ہو تو آکر میں بھی شامل اُن میں ہو جاؤں
سنا ہے کل تیرے در پر ہجومِ عاشقاں ہو گا

❶ سورۃ البقرۃ: 196

◄ اکابرین کا محبت بھرا سفرِ حج

قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے، کچھ ہفتے آپ مکہ مکرمہ میں رہے. جتنے دن بھی وہاں رہے، ساری نمازیں پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے کی اللہ نے توفیق دی، ہمارے اکابرین بہت شوق اور جذبے کے ساتھ حج کرتے تھے۔ پہلی صف میں امام کے پیچھے تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ایک نماز پڑھنا بھی تقریباً ناممکن ہے چہ جائیکہ ہفتوں وہاں رہیں اور ہر نماز امام کے پیچھے ادا ہو جائے یہ بہت بڑی بات ہے۔

حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سوچا کہ اس سفر میں ایک قرآنِ پاک مکمل کروں۔ قرآنِ پاک مکمل کرنے کی ترتیب یہ بنائی، ایک آیت پڑھتے اور اس آیت کو پڑھنے کے بعد قرآنِ پاک رکھتے، جو مضمون اس آیت میں ہوتا اس سے متعلق دعائیں کرتے، پھر قرآنِ پاک کھولتے دوسری آیت پڑھتے، پھر جو مضمون ہوتا اس سے متعلق دعائیں کرتے، اس طرح اللہ سے گھنٹوں اور دنوں پہ محیط دعائیں مانگتے مانگتے قرآنِ پاک مکمل کیا، تو کرنے والوں نے کیسی کیسی محبت کا اظہار کیا۔

◄ بار بار حج کرنے کا وظیفہ

لوگ علماء سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا گُر ہے کہ بار بار یہ سفر نصیب ہو جائے یہ ایسی جگہ ہے کہ جو بندہ ایک بار جاتا ہے اس کا دل کرتا ہے کہ میں بار بار جاؤں۔ علماء اس بات کا جواب یوں دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کو اس مبارک سفر کے لئے منتخب کرتے ہیں تو اس کی ترتیب ایسے ہی ہوتی ہے جیسے ہم یہاں دنیا کے اندر کرکٹ کی

ٹیموں کو منتخب (select) کرتے ہیں۔ اسکول کا ہیڈ ماسٹر کرکٹ کی ٹیم کو منتخب (select) کرتا ہے تو اس کو پتہ ہوتا ہے کہ گیارہ کھلاڑی چننے (select) ہیں۔ گیارہ میں سے پانچ چھ کا پتہ ہوتا ہے کہ یہ ہمیشہ اچھا کھیلتے ہیں ان کے درمیان تو کوئی فیصلہ ہی نہیں کرنا ہوتا، جو تین چار آخری کے ہوتے ہیں ان کے درمیان فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کس کو چننا (select) ہے تو اسی طرح جو حج کے لئے جاتا ہے اور وہاں جا کر اچھا وقت گزارتا ہے۔ خوب یادالٰہی میں وقت گزارتا ہے اپنے آپ کو گناہوں سے بھی بچاتا ہے وہ ایک اچھا پلیئر بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے Automatically اگلے سال ٹیم میں شامل فرمالیتے ہیں۔ اس لئے مومن کو چاہئے کہ جو وہاں جائیں وہ بھی یکسوئی سے عبادت کریں اور جو یہاں ہیں وہ بھی یکسو ہو جائیں۔

2. عاجزی کے ساتھ

دوسری صفت یہ ہے کہ حج عاجزی کے ساتھ کرے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ شخص کتنا عاجزی کے ساتھ جھک کر آرہا ہے، کتنا یہ اللہ کے سامنے اپنے آپ کو گرا ہوا سمجھ رہا ہے. حاجی کئی مرتبہ یہ کہتا ہے کہ میرا کمال ہے کہ میں حج پر پہنچ گیا اور ہر ایک کو بتا رہا ہے کہ حج پر جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہ رہے ہیں کہ انسان یہ سمجھے کہ میں گناہ گار حج کے قابل نہیں تھا اللہ رب العزت نے رحمت کر دی تو عاجزی کے ساتھ جائے۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

پاک ہے وہ ذات جس تک پہنچنے کے لئے عاجزی کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں۔

یہ سمجھنا ہوگا کہ میں قابل نہیں تھا اور انسان اپنے آپ کو قابل نہیں سمجھتا تو عاجزی ہے اور حج کے سفر میں اپنے آپ کو اللہ کے سامنے محتاج رکھے اور سچی بات یہ ہے کہ انسان کو

عاجزی ہی سجتی ہے۔ ہم ہیں ہی کیا نہ اپنی مرضی سے پیدا ہوئے، نہ اپنی مرضی سے فوت ہوں گے، گندے پانی کے قطرے سے پیدا ہوئے اور ہم نے مٹی میں مل کر مٹی ہو جانا ہے تو ہمیں کہاں سجتا ہے کہ ہم اونچے اونچے بول بولیں. خصوصاً حج کے سفر میں اس عاجزی کا اظہار کریں، اپنے آپ کو انسان سب سے کمتر سمجھے۔

◄ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عاجزی سے بھرپور اشعار

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سفر کر کے مکہ مکرمہ پہنچے اور بہت بڑے بزرگ تھے مگر اشعار عاجزی سے بھرپور کہتے تھے اور بہت ساری آپ کی خوبصورت نظمیں ہیں. مکہ مکرمہ سے متعلق آپ نے جو نظم کہی اس کا عنوان عاجزی ہی عاجزی ہے۔

ع شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا　　تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک میرے سینہ میں تو نے ساقیا　　اپنے سینہ سے لگایا میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا　　جام زمزم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا

◄ غصہ تکبر کی نشانی ہے

حج کا سفر عاجزی کا سفر ہے مگر آج کے حاجی کو تو بات بات پر غصہ ہی آرہا ہوتا ہے کہ کبھی ٹریول ایجنٹ پہ غصہ کر رہا ہوتا ہے، امیگریشن پہ غصہ کر رہا ہوتا ہے. بھئی جہاز لیٹ کیوں ہو گیا؟ بس لیٹ کیوں ہو گئی؟ کبھی ایئرپورٹ والوں پر، کبھی سعودی حکام پر، کبھی ٹریول ایجنٹ پر غصہ کر رہے ہیں حاجی اپنے آپ کو عاجز سمجھے، اپنے آپ کو کمتر سمجھے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا حج ختم ہوئے دو یا تین دن گزرے تھے، ایک آدمی دوسرے

آدمی کی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا یا جوتے ادھر رکھ دیئے، اسی طرح کی کوئی چھوٹی سی بات تھی مگر دوسرے نے پیچھے سے اس کو مکا مارا، حرم میں مطاف میں بیٹھے ہوئے تھے مگر اس نے ان مبارک مقامات کا بھی کوئی احترام نہیں کیا۔ غصہ عاجزی کو ختم کر دیتا ہے۔

◄ خادم بن کر جائیں

حج کے سفر میں اپنے آپ کو مخدوم نہ سمجھے کہ جی میں نے پیسے دیئے ہیں تو فلاں میرے لئے یہ کرے اور فلاں میرے لئے یوں کرے. حج کے سفر میں اپنے آپ کو خادم بنائے، جب انسان خادم بنتا ہے تو اس سے عاجزی پیدا ہوتی ہے، حاجی خادم بن کے جائے۔ سب سے زیادہ مقبول حج اس کا ہے جو سب سے زیادہ خدمت کرے گا۔ جو خود حج کرے گا اور جتنی بھی عبادت کرے گا اس کو ایک ہی بندے کے حج کا اجر ملے گا لیکن جو جتنے لوگوں کی خدمت کریں گے ان سب کے حج کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔ ہر حاجی کے بارے میں سمجھے کہ یہ سارے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں اللہ نے مجھے بھی ان میں ڈال دیا ہے اب ان کی خدمت کر کے اللہ رب العزت کا قرب پاؤں ایسا سفر کرے گا تو سفر کامیاب ہو گا۔

خواجہ غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حج پر تشریف لے گئے اور اس وقت حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی حج پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے قاری تھے، پاک وہند کے سب سے بڑے قاری تھے, استاذالقرآء تھے، اور بہت بڑے اللہ والے تھے. حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملنے کے لئے گئے تو حضرت قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے، حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیر دبانے شروع کر دیئے، خدمت والی طبیعت تھی، قاری صاحب نے اٹھ کر دیکھا کہ

کون پیر دبا رہا ہے، جب دیکھا کہ حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو انہوں نے اپنے پیر سمیٹ لئے. اور کہا کہ میں تو آپ سے پیر نہیں دبوا سکتا۔ حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کسی نے پوچھا حضرت آنسو آنے کی وجہ کیا ہے؟ حضرت خواجہ غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اب مجھ سے خدمت لینے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ کوئی ایسا نہیں ہے جس کی میں اپنی خدمت کر سکوں۔

◄ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا عاجزی والا سفر حج

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا ارادہ کیا۔ اپنے وقت کے بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے سوچا کہ اللہ کے گھر عاجزی کے ساتھ جانا چاہئے، ان کے دل میں یہی آیا کہ عاجزی کا طریقہ یہ ہے کہ ہر چند قدم کے بعد اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں تو ہر چند قدم کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے، پھر چند قدم اٹھاتے مصلیٰ بچھا کے دو رکعت نفل پڑھتے، اس طرح اپنے شہر سے مکہ مکرمہ پہنچے چودہ سال لگ گئے۔ اللہ اکبر! جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو مشہور ہو چکا تھا کہ ایک بزرگ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ آرہے ہیں اور اتنے سالوں سے سجدہ کرتے کرتے، نفلیں پڑھتے پڑھتے آرہے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس اللہ والے کا تو استقبال کرنا چاہئے۔ سارا شہر اُمڈ کر باہر آگیا۔ ان کو بھی خبر ملی کہ لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے اور بہت سارے لوگ استقبال کرنے کے لئے آرہے ہیں۔ دل میں آیا کہ یہ تو عاجزی کا سفر، اپنے آپ کو جھکانے، اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل کرنے کا سفر ہے اتنے ہزاروں لوگ استقبال کریں گے تو عاجزی ختم نہ ہو جائے؟ اتنی کمائی جو چودہ سال میں کی ہے اور جو اللہ کی محبت میں چل کر آرہا ہوں ایسا نہ ہو کہ ضائع ہو جائے، ڈر لگا تو اللہ سے دعا

کی کہ یااللہ !اس آزمائش سے کسی طرح نکال دے۔لوگوں نے ان کو دیکھاتونہیں تھا۔نہ تصویر (picture)کازمانہ تھا،نہ واٹس ایپ کازمانہ تھا،نہ کوئی کسی کو جانتا تھا۔بس جب ملتے تھے تو پتہ چلتا تھا کہ یہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، تو آپ سفر کرتے کرتے جب مکہ مکرمہ پہنچے تو پہلے چند لوگ جو ملے انہوں نے پوچھا کہ آپ نے ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھاہے وہ بھی آنے والے ہیں؟انہوں نے کہاوہ فاسق فاجر آدمی !اس کاتم انتظار کررہے ہو؟لوگوں نے جب یہ سنا کہ اتنے بڑے بزرگ کو فاسق فاجر کہہ رہاہے،لوگوں نے ان کی پٹائی کی کہ اتنے بڑے بزرگ کو تم کہہ رہے ہو کہ وہ فاسق ہیں،وہ فاجر ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہاں،وہ ایسے ہی ہیں۔لوگوں نے ناراضگی کا اظہار کیااور لوگ ان سے متنفر ہوگئے اور وہ چلتے چلتے مکہ میں داخل ہوئے۔کسی کو پتہ ہی نہ چلا کہ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں چلے بھی گئے اور لوگ پیچھے انتظار کرتے رہ گئے۔مگر اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بنایاہے کہ جو اللہ سے جتنی محبت کرتا ہے مخلوق اس سے اتنی ہی محبت کرتی ہے چنانچہ لوگوں نے پہچان لیا اور بڑی محبت کا اظہار کیا۔اتنی محبت دی کہ اس کے بعد وہ مکہ سے واپس جاہی نہ سکے،باقی پوری زندگی مکہ مکرمہ میں گزاردی۔

◄ اے ابراہیم!میں جھکاہوادل لائی ہوں

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ چودہ سال کا سفر کرکے گئے،اتنے سجدے کئے، اتنی عبادت کی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک گہری نظر عطافرمادی تھی،ایک کشفی نظر عطا فرمادی تھی۔دیکھتے ہیں کہ بیت اللہ شریف پر زبردست قسم کی تجلیات نازل ہورہی ہیں مگر حیران اس بات پر ہوئے کہ یہ تجلی جو بیت اللہ شریف پر نازل ہورہی ہے وہی تجلی ایک

بوڑھی عورت پر پڑ رہی ہے۔ حیران ہوئے کہ یہ نیک عورت کون ہے؟ یہ بوڑھی عورت ہے کون؟

اس تجلی کو اس بوڑھی عورت پر پڑتے ہوئے دیکھ کر وہ ان کے پاس چلے گئے کہ اماں آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں رابعہ بصریہ ہوں. انہوں نے کہا اماں! سچی بات یہ ہے کہ اللہ نے نگاہ دی ہے اور دیکھ رہا ہوں کہ جو تجلی اس بیت اللہ پر نازل ہو رہی ہے وہی تجلی آپ پر پڑ رہی ہے، یہ مقام آپ نے کیسے حاصل کیا؟ میں بھی اللہ کو ڈھونڈتا ہوا اس کا قرب حاصل کرتا ہوا چودہ سال میں پہنچا ہوں مگر مجھے اتنا قرب نہیں ملا. رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا اے ابراہیم! تو جھکے ہوئے سر کو لے کے آیا ہے میں جھکے ہوئے دل کو لے کے آئی ہوں۔

انسان جب عاجزی سے یہ سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سفر کی قدر کو اور اس کی قیمت کو بڑھا دیتے ہیں۔

3. توکل کے ساتھ

تیسری صفت یہ ہے کہ حج توکل کے ساتھ کرے۔ ہر چیز اللہ کے ہاتھ میں ہے، مگر اس سفر میں چونکہ انسان اللہ کا مہمان ہوتا ہے تو وہ اپنے ساتھ زیادہ سامان نہ لے۔ اللہ پر توکل کرے کہ اللہ کے مہمان ہیں، اللہ نے ہی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ جتنی بھی انسان کوشش کر لے جو مقبول حج ہو گا اس میں تکلیف کچھ نہ کچھ ضرور آئے گی۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا توکل کے ساتھ سفرِ حج

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی زندگی بہت ہی غفلت والی تھی، شراب پیتے تھے۔ جب زندگی بدلی تو اللہ سے دیوانہ وار محبت ہوگئی، ہر گناہ کو چھوڑ دیا، دن رات اللہ رب العزت کی یاد میں گزارتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قربانی پر ایسا اجر دیا کہ آپ بڑے شیخ بنے۔ وقت کے بڑے بڑے علماء آپ کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ آپ کی صحبت میں آتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ کافی غربت تھی مگر ارادہ کیا تو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بشر حافی! امیر لوگ غریبوں کی خدمت کرتے ہیں یہ بہت اچھی بات ہے مگر مجھے پسند یہ ہے کہ غریب کسی سے سوال ہی نہ کرے۔

جب سفر کا وقت قریب آیا تو ایک قافلے والوں کو پتہ چلا کہ حضرت حج پر تشریف لے جارہے ہیں، انہوں نے کہا کہ اگر حضرت ہمارے ساتھ چلیں تو ہم سب کو فائدہ ہو جائے گا، ہمارا سفر بہتر ہو جائے گا، اللہ کی طرف توجہ کرتے ہوئے سفر کریں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، تمہارے قافلے کے ساتھ سفر کروں گا مگر تین شرطیں ہیں۔ ان تین شرطوں کو سننے کے بعد قافلے والوں نے کہا کہ حضرت! ہم آپ کے ساتھ سفر نہیں کرسکتے۔ ان شرائط میں سے پہلی شرط یہ تھی کہ اس سفر کے اندر ہم جتنے بھی قافلے والے ہیں کوئی بھی زادِ راہ نہیں لے کر جائے گا۔ سارے حیران ہوئے کہ حج کا سفر ہے اور زادِ راہ نہیں ہو گا تو کیسے گزارہ ہو گا؟ حضرت نے فرمایا کہ ہم اللہ کے مہمان ہیں، اُن کے اوپر خواب میں زیارت کے بعد ایک عجیب کیفیت تھی۔ وہ لوگ حضرت سے

محبت کرنے والے لوگ تھے انہوں نے کہا کہ حضرت فرمارہے ہیں تو ان شاء اللہ اللہ کی طرف سے مدد ہوگی، کوئی نہ کوئی راستہ بن جائے گا۔ سب نے کہا ٹھیک ہے زادِ راہ نہیں لے کر جائیں گے، ایسے ہی نکل جاتے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا دوسری شرط یہ ہے کہ اس راستے میں کسی سے کچھ مانگنا بھی نہیں۔ کچھ ساتھیوں نے کہا بزرگوں کے ساتھ سفر ہے، لوگ خود ہی دیدیں گے تو گزارہ ہو جائے گا۔ کچھ نے کہا کہ ایسے کیسے گزارا ہو گا؟ یہ کوئی چھوٹا سفر نہیں ہے، سفر مشکل ہو جائے گا نہ کوئی زادِ راہ ساتھ ہو گا اور کسی سے کچھ مانگنا بھی نہیں۔ مگر اس کے بعد والی تیسری شرط جو تھی اس میں پورے گروپ نے ہی کہہ دیا کہ حضرت آپ کے ساتھ سفر نہیں کرسکتے۔ حضرت نے فرمایا کہ تیسری شرط یہ ہے کہ اگر کوئی خود سے بھی کچھ دے گا تو آپ نے اس کو منع کر دینا ہے تو سب نے کہا کہ حضرت ہم آپ کی طرح سفر نہیں کرسکتے۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ توکل کے راستے کے بادشاہ تھے۔

◄ آج کل کا آسان سفر حج

حج کے سفر میں اب تو نعمتیں ہی نعمتیں ہیں، کھانے کو بھی اچھا ملتا ہے، سواریاں بھی اچھی ملتی ہیں، خدمت کرنے والے لوگ بھی ملتے ہیں، غرض سفر اتنا آرام دہ ہوتا ہے کہ حج کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ ہماری ایک خاتون رشتہ دار حج کر کے آئیں تو کہتی ہیں کہ یہ والا حج تو میں اپنے ڈرائنگ روم میں بھی کرسکتی تھی، تم نے وہاں بھجوا دیا۔ یعنی ان کو اتنا آسان حج لگا جیسا کہ ڈرائنگ روم میں بیٹھنا ہو۔

◄ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا توکل

رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا حج کے سفر کے لئے ایک گدھے پر سوار تھی، ساتھ میں کافی لوگ تھے، قافلہ بڑا تھا، راستہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہا کا گدھا فوت ہوگیا۔ لوگ بھی جانتے تھے اللہ کی نیک بندی ہیں۔ سب نے کہا: اماں! اپنا سارا سامان ہمارے گدھوں پر ڈال دیجئے اور آپ کو ہم ایک گدھا دے دیتے ہیں آپ آرام سے اس پر تشریف فرما ہو کر چلیں، اس کی فکر ہی نہ کریں کہ گدھا فوت ہوگیا ہے، مگر وہ ایک عجیب توکل کے حال میں تھیں۔ آپ نے آگے سے ان قافلے والوں کو ڈانٹ دیا کہ میں نے تم پر توکل کیا ہے یا اللہ پر؟ اب قافلے والوں نے جب ڈانٹ سنی تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے اماں، ہم نے تو پہنچنا ہے تو ہم آگے چلتے ہیں۔ آپ اکیلی اس مرے ہوئے گدھے کے پاس بیٹھتی ہیں، ہاتھ اٹھاتی ہیں یا اللہ! میں نے تجھ پہ توکل کیا، لوگوں پر توکل نہیں کیا۔ میرے مالک! میرے لئے آسانیاں پیدا کر دے۔ اللہ کی شان وہ مردہ گدھا کھڑا ہوتا ہے، آپ اس گدھے پر بیٹھ کر اللہ کے گھر پہنچ جاتی ہیں۔

حاجی اللہ پر اعتماد کرے، راستہ اللہ تعالیٰ نے بنانا ہے، اللہ نے ہی پہنچانا ہے۔ کئی مرتبہ بوڑھے بوڑھے لوگ ہوتے ہیں اور انسان حیران ہوتا ہے کہ چل بھی نہیں پا رہے مگر اللہ تعالیٰ ان کے لئے راستے بناتے ہیں اور آج کے زمانے میں بھی حجرِ اسود کو آرام سے بوسہ دے کر آجاتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے بھی دیتے ہیں اور پوچھنے پر پتہ چلتا ہے کہ کسی کو بھی دھکا نہیں دیا، اللہ نے راستہ بنایا۔

◄ حج کے شوق نے کام آسان کر دیا

ایک عجیب واقعہ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، حالانکہ یہ قانون کی خلاف ورزی ہے، ایسا کرنا بالکل بھی ٹھیک نہیں۔ بہت پرانے زمانے کی بات ہے جب پانی کے جہاز پر حج کے لئے جاتے تھے، صوبہ پنجاب میں ایک گوالہ تھا۔ گوالہ دودھ بیچنے والے کو کہتے ہیں۔ اس نے کسی سے سُن لیا کہ حج کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بندہ بنا لیتے ہیں، وہ اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ اس کے دل میں حج پر جانے کا بہت شوق پیدا ہوا اور بزرگوں سے سنا ہے کہ حج کے سفر کا تعلق مال کے ساتھ نہیں ہے۔ اس نے کہا بس اب مجھے حج پر جانا ہے، مال نہیں ہے تب بھی حج کے لئے جاؤں گا، کسی سے پوچھا کہ کہاں سے جاتے ہیں؟ اس نے کہا کہ کراچی سے جاتے ہیں۔

اس زمانے میں ہندوستان کے لوگ کراچی کی بندرگاہ سے پانی کے جہاز سے جاتے تھے۔ اب وہ چلنے لگا تو کسی نے کہا کہ بھئی ایسے کراچی نہیں جاتے، ریل گاڑی پر کراچی جاتے ہیں۔ وہ گوالہ ٹرین اسٹیشن کی طرف چلا گیا، ٹرین اسٹیشن پر ٹرین ماسٹر تھا۔ اس نے کہا بھئی کون ہو تم؟ اس نے کہا جی میں نے حج پر جانا ہے اور کراچی جانا ہے، سنا ہے وہاں سے حج پہ جاتے ہیں۔ اس نے کہا تیرے پاس پیسے ہیں؟ کہا نہیں۔ پاسپورٹ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ ٹکٹ ہے؟ گوالہ نے کہا نہیں۔ مگر میرا اللہ مجھے حج کے لئے لے جائے گا۔ ٹرین ماسٹر پر بڑا اثر ہوا، اس نے کہا بھئی دیکھ تو نے اگر حج پر جانا ہے تو میں تیری اتنی مدد کر سکتا ہوں کہ تجھے ٹرین میں بٹھا دیتا ہوں اور کراچی تک پہنچا دیتا ہوں۔

گوالہ کراچی پہنچ گیا اور ٹرین سے اتر کر چلنے لگ گیا۔ راستہ میں کسی سے پوچھا کہ

حج کے لئے کہاں سے جاتے ہیں؟ اس نے کہا کہ کراچی کی بندر گاہ سے جہاز کے ذریعے حج کے لئے جایا جاتا ہے۔ چلتے چلتے کئی گھنٹے بعد بالآخر اس کو بندر گاہ نظر آئی۔ کسی سے پوچھا کہ وہ کونسا جہاز ہے جو حج کے لئے جاتا ہے؟ پھر اس جہاز پر پہنچ گیا اور کہا کہ مجھے حج کے لئے جانا ہے۔ وہاں قلی کھڑا ہوا تھا اس نے کہا حج کے لئے ایسے نہیں جاتے۔ تیرے پاس پاسپورٹ ہے؟ تو نے ٹکٹ خریدا ہے؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں، نہ پاسپورٹ ہے نہ ٹکٹ ہے نہ پیسے ہیں. وہ ہنسنے لگا اور کہا کہ پھر تو حج پر کیسے جائے گا۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ حج کے سفر کا تعلق مال کے ساتھ نہیں ہے۔ قلی نے بھی کہا کہ اس طرح کی باتیں نہ کر، حج کے لئے جانا ہے تو اس کی ترتیب ہوتی ہے، حکومت سے اجازت لینی پڑتی ہے، ویزا لگتا ہے، پاسپورٹ بنتا ہے۔ اللہ کی شان حج کے سفر کا وقت شروع ہو گیا۔ حاجی آنے لگے سامان جہاز پر لوڈ ہونا شروع ہو گیا۔ اس نے قلی سے کہا کہ میں بھی لوڈ کرتا ہوں، لوڈ کرتے کرتے خود بھی جہاز پر سوار ہو گیا اور جہاز چل پڑا۔ اب سب لوگوں کے لئے بیٹھنے اور آرام کی جگہ متعین تھی مگر اس کے پاس بیٹھنے کی بھی جگہ نہیں ہے، کبھی اِدھر جا رہا ہے کبھی اُدھر جا رہا ہے. اللہ کی شان کسی ایک بندے سے دوستی کرلی، کچھ نہ کچھ کھانے کو بھی مل جاتا تھا، ہر ایک کے سامنے بس ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی کہ حج پر جانا ہے، اللہ سے دوستی کرنی ہے۔ تھوڑے دن گزرنے کے بعد اس نے اس دوست سے کہا کہ جب جدہ کی بندر گاہ نظر آنے لگے تو مجھے بتا دینا۔ جب جہاز جدہ کے قریب پہنچا، بندر گاہ نظر آنے لگی، اس وقت دونوں جہاز کے کونے پر کھڑے ہوئے تھے تو دوست نے کہا کہ وہ سامنے جدہ کی بندر گاہ ہے۔ گوالہ نے جیسے ہی سنا اس نے زور سے کہا اللہ اکبر اور سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ وہ دوست بہت

پریشان ہوا اس نے گوالہ کو آوازیں لگائیں۔ تھوڑی دیر تو وہ گوالہ نظر آیا اس کے بعد وہ پانی کے اندر چلا گیا۔ دوست نے بھی یہ سوچ لیا کہ پاگل نوجوان تھا، عقل نہیں تھی، نہ اس کے پاس پاسپورٹ تھا، نہ ٹکٹ تھی۔ بس ایک ہی رٹ لگاتا تھا حج کے لئے جانا ہے حج کے لئے جانا ہے۔ اب جذبات میں آکر چھلانگ لگادی اور فوت ہو گیا۔ کچھ دن بعد جدہ کی بندرگاہ پر جہاز لنگر انداز ہو۔ یہ دوست غم کی کیفیت میں تھا، جب انسان موت کو قریب سے دیکھتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے۔

وہ دوست بتاتا ہے کہ جب میں نے حج کر لیا۔ حج کے بعد چند دن مکہ میں ٹھہرنا تھا. ایک دن حرم سے باہر نکل رہا تھا تو ایک عربی بندہ نظر آیا، کپڑے بھی عربوں والے پہنے ہیں اور عربوں کی طرح رومال بھی لگایا ہوا ہے۔ دیکھنے میں کوئی امیر بندہ لگ رہا تھا مگر اس کا چہرہ بالکل اس گوالے کی طرح لگ رہا تھا۔ میں اس کے قریب ہوا اور جاکر دیکھا تو وہ گوالہ ہی تھا، میں نے اردو میں ہی کہہ دیا کہ تو میرا سمندری جہاز والا دوست ہے؟ اس نے کہا ہاں میں تیرا وہی دوست ہوں۔ میں نے کہا تم اس حال میں؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا تم یہاں کیسے پہنچے؟ ہم تو سمجھے تھے کہ تم فوت ہو گئے۔ اس نے کہا میرے ساتھ میرے گھر چلو میں وہاں جاکر بتاتا ہوں۔ میں نے کہا یہاں تیرا گھر ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ میرے ساتھ میری گاڑی میں بیٹھ کر چلو۔ اللہ کی شان تھوڑی دیر بعد ایک ڈرائیور گاڑی لے کر آیا، دروازہ کھولا۔ اس نے کہا آؤ، بیٹھ جاؤ۔ دونوں گاڑی میں بیٹھے۔ میری حیرانگی کی انتہاء نہ رہی کہ اس وقت اس گوالہ کے پاس نہ پاسپورٹ، نہ ٹکٹ، نہ پیسے تھے اور اب گھر اور گاڑی بھی ہے۔ گھر پر پہنچے تو گوالہ نے بتایا کہ میں پانی میں بیہوش ہو گیا، سمندر کی لہروں

نے مجھے ساحلِ سمندر پر پہنچا دیا اور میں کئی گھنٹے بیہوش رہا۔ تھوڑی دیر بعد جب مجھے ہوش آنے لگا تو مجھے لوگوں کے چیخنے کی آواز آرہی تھی۔ دو بندے تھے ایک گائے کو پکڑ کے چیخ رہے تھے اور گائے کبھی اِس کو ٹانگ مار رہی ہے کبھی اُس کو ٹانگ مار رہی ہے۔ میں کھڑا ہوا بڑی تکلیف میں تھا جب پاس جاکر دیکھا تو یہ دونوں بندے گائے میں سے دودھ نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے ان ان کو اشارہ سے بتایا کہ میں اس کا ماہر ہوں، میں گوالہ ہوں۔ انہوں نے کہا اچھا تم کر کے دکھاؤ۔ میں نے اپنے مخصوص انداز میں اس گائے کو ہاتھ لگایا اور پوری بالٹی دودھ کی نکال دی۔ یہ دونوں بہت حیران تھے انہوں نے کہا اِدھر ہی رکو۔ میں نے کہا کہ اِدھر نہیں رُکنا، مجھے تو حج پہ جانا ہے۔ اصل میں یہ دونوں سی پورٹ کے ڈائریکٹر کے ملازمین تھے اور اس سی پورٹ کے ڈائریکٹر کے بچے کو ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اس بچہ کو گائے کا دودھ پلانا ضروری ہے اس کی جان ورنہ بچے گی نہیں اور وہاں کوئی دودھ نکالنے والا صحیح بندہ ہی نہیں تھا۔ ڈائریکٹر نے آ کے ملاقات کی کہ بھائی مجھے تیری ضرورت ہے تو بس مجھے دودھ نکال کر دیا کر میرے بیٹے کی زندگی کا سوال ہے۔ اس نے کہا کہ بھائی وہ میں نکال دوں گا مگر میں تو حج کے لئے آیا ہوں۔ ڈائریکٹر نے کہا تو فکر نہ کر ہم تجھے حج کروائیں گے، یہ میرے ذمے ہے بس تم دودھ نکال کر دیا کرو۔ اس نے کہا دودھ نکالنا میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ دودھ نکالنے میں ماہر تھا۔

اس ڈائریکٹر صاحب کے سسر کا بھی کئی سو گایوں کا ایک باڑہ تھا اور اس کا بھی مسئلہ یہ تھا کہ کوئی ایسا زبردست دودھ نکالنے والا نہیں ہے۔ اس نے بھی کہا کہ مجھے ایسے ماہر کی ضرورت ہے، اب انہوں نے کہا کہ اتنی بڑی نوکری دیں گے تو پھر اس طرح کے

لوازمات بھی دینے پڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اِدھر ہمارے ساتھ کام کریں۔ اس نے کہا بھائی میں نے حج کرنا ہے میں تو حج کے لئے جارہا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نہ جائیں، ہم تمہیں یہاں گھر بھی دیں گے، گاڑی بھی دیں گے، تمہیں یہاں کی شہریت بھی دیں گے اور تمہیں حج بھی کروائیں گے اور تمہارے بیوی بچوں کو بھی بلوائیں گے، تو اس سال میں نے اکیلے حج کیا ہے اگلے سال سے بیوی بچوں کے ساتھ حج کروں گا، مجھے یہ گاڑی، یہ گھر انہوں نے ہی دیئے ہے۔

اللہ اکبر! انسان توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس طرح سے معاملات کرتے ہیں۔ انسان حج ہم اپنی مرضی سے نہیں کرتا بلکہ اللہ رب العزت حج کے لئے بلاتے ہیں۔ یہ اللہ کا چناؤ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سچی محبت نصیب فرمائیں، اللہ تعالیٰ اس سفر کو ہمارے لئے اپنے قرب کا ذریعہ بنائیں.

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

سلسلہ نمبر 2

تربیتی مجالس

- اللہ زیادتی کو پسند نہیں کرتا
- عبادت کیوں نہیں ہوتی
- حب جاہ
- مجاہدۂ نفس
- دل مردہ دل نہیں ہے

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال صاحب مدظلہم

ہدایہ پبلشرز
HIDAYAH PUBLISHERS